

## 10063-ہجرت کا واقعہ

سوال

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے واقعہ سے متعلق معلومات لینا چاہتا ہوں۔

پسندیدہ جواب

جس وقت اہل مکہ کی جانب سے مسلمانوں پر تکالیف کا سلسلہ شدت اختیار کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو امامت دین کے لیے زمین کے کسی اور نقطے کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تا کہ وہاں جا کر مسلمان اپنی عبادات آزادی سے ادا کر سکیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے مدینہ نبویہ کو ہجرت کی غرض سے منتخب فرمایا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی جانب ہجرت فرم رہے ہیں۔

جیسے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں کہ جہاں پر کھجوریں میں، تو میرا ذہن یا حجر علاقے کی جانب گیا، لیکن اس سے مراد مدینہ یعنی یثرب تھا۔۔۔) الحدیث اس حدیث کو امام بخاری: (3352) اور مسلم: (4217) نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری: (3906) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: (۔۔۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کما مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ دکھانی گئی ہے جو کہ دولاۓ ولی پتھریلی بھجوں کے درمیان کھجوروں کی سر زمین ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی، اور مکہ سے جہش کی جانب ہجرت کر کے جانے والے سب لوگ مدینہ آگئے۔)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سیاہ رنگ کے پتھر والی جگہ کو "حرہ" کہتے ہیں، اور اس حدیث میں مذکور خواب وہ نہیں ہے جو سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترد تھا۔ ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: آغاز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دار ہجرت کے لیے جو خوبیاں دکھانی گئیں تھیں وہ مدینہ سمیت کئی علاقوں میں پائی جاتی تھیں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص ایسی علامت بتلائی گئی جو صرف مدینہ میں تھی تو اس طرح مدینہ، بطور دار ہجرت متعین ہو گیا۔" ختم شد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابی:

اس بارے میں سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے ہمارے پاس سیدنا مصعب بن عمر اور ابن ام مكتوم رضی اللہ عنہما آئے، انہوں نے آتے ہی قرآن کریم کی تعلیم دینا شروع کر دی، پھر سیدنا عمر، بلاں، اور سعد رضی اللہ عنہم آئے، ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں لوگوں کے قافہ میں آئے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کو کبھی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ہوئی تھی کہ پھوٹے پھوٹے بچوں کی زبانوں پر بھی عام تھا کہ: دیکھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آگئے ہیں۔۔۔"

صحیح بخاری: (4560)

درج ذیل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ بھرت کو اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ --- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری بھرت کی بگھ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھر لیے میدانوں کے درمیان واقع ہے، چنانچہ جنہیں بھرت کرنا تھی انہوں نے مدینہ کی طرف بھرت کی اور جو لوگ سر زمین جسہ بھرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ بھرت کرنا تھی اور جو لوگ سر زمین جسہ بھرت کر کے چلے تو قف کرو۔ مجھے تو قہ ہے کہ بھرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے باپ آپ پر فدا ہوں! کیا واقعی آپ کو بھی بھرت کے لیے اجازت ملنے کی امید ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہاں۔ اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سفر کے خیال سے اپنا راہہ ملوٹی کر دیا اور چار مہینے تک دواوٹنیوں کو جوان کے پاس تھیں کیونکہ کھلا کر تیار کرنے لگے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک دن ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپہر تھی کہ کسی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر روماں ڈالے تشریف لارہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں! ایسے وقت میں آپ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لارہے ہوں گے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لیے سب کو اٹھا دو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں اس وقت تو آپ کے اہل خانہ ہی میں، میرا باپ آپ پر فدا ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے بھرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا باپ پر آپ پر فدا ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ تو شے ایک تھیلی میں رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن قیمت سے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ تو شے ایک تھیلی میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کامنہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے انکا نام ذات النطاقین (دو پٹکے والی) پڑ گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑا کیا اور تین راتیں گزاریں عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات وہیں جا کر گزار کرتے تھے، یہ نو جوان بہت سمجھدار اور ذہین ہے مدد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سوریے ہی کم پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کارروائی کے لیے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتا اور جب اندھیرا پھر جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آکر پہنچاتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بھریاں چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صح منہ اندھیرے ہی عامر بن فیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہنی الدلیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا مابر تھا۔ آل عاص بن واائل سمی کا یہ طیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیتے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار پر میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آگیا) اب عامر بن فیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔

ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبد الرحمن بن مالک مدجی نے خبر دی، آپ سراقة بن مالک بن جشم کے بھتیجے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقة بن جشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بد لے میں ایک سو اونٹ دیتے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدینہ کی ایک مجلس میں پیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا سراقة! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) سراقة رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ وہ نہیں ہیں، میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی

دیر اور پیٹھارہ اور پھر اٹھتے ہی کھر گیا اور لوہنڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور کھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا میں نیزے کی لوک سے زمین پر لکھر کھیچتا ہوا چلا گیا اور اپر کے حصے کو بھاٹائے ہوئے تھا۔ (سر اقویہ سب کچھ اس لئے کہ رہا تھا کہ کسی کو نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لیے ممکن تھا، آخر میں نے ان کو پاہی بیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوک کھانی اور مجھے زمین پر گردادیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال (اب بھی) وہ نگلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑے مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار مذکور دیکھتے تھے، تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں پھر زمین میں دھنس گئے جب گھوڑا گھٹنؤں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر سے گرپا اور گھوڑے کو اٹھنے کے لیے ڈانٹا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منظر ساغر اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی اور اس مرتبہ بھی وہی فال آتی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امان کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا، اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت غالب آ کر رہے گی۔ اس لیے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ: آپ کی قوم نے آپ کو مارنے کے لیے سوا نٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمایا مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق رازداری سے کام لینا لیکن میں نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے ایک امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چھڑے کے ایک رقمہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔ اور حرمہ نہیں میں بھی مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے بھرت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس جانا پڑتا تھا ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب لوگ آگئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک قلعے پر کچھ دیکھنے پڑھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید، سفید بیاس میں چلے آ رہے ہیں۔ اور ان سے سراب بھی بھتی جا رہی ہے، جتنا آپ نزدیک ہو رہے ہے تھے اتنی بھی دور سے پانی کی طرح ریتی کا پچھنا کہ ہوتا جاتا۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آگئے جن کا تسلیم انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑپڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ داہمنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا۔ یہ ریچ الاول کامیبہ اور پیر کا دن تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا، وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کر رہے تھے۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ پڑنے لگی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچان لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد (قا) جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپ نے اس میں نماز پڑھی پھر (جمعہ کے دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹی پر سوار ہوئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ آخر آپ کی سوری مدینہ مورہ میں اس مقام پر آ کر پڑھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دونوں نمازوں کا ایک کرتے تھے۔ یہ جگہ سیل اور سمل (رضی اللہ عنہما) دو یقین پچھوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیاں لکھتا تھا۔ یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب آپ کی اونٹی وہاں پڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان شاء اللہ یہی ہماری منزل ہے۔ اس کے بعد آپ نے دونوں یقین پچھوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہتا کہ وہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ دونوں پچھوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہ جگہ آپ کو مفت دے دیں گے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مفت طور پر قبول کرنے سے انکار کیا۔ زمین کی قیمت ادا کر کے لے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی صاحبہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنیوں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ اینٹ ڈھونتے وقت آپ فرماتے جاتے تھے کہ "یہ بوجھ غیرہ کے بوجھ

نہیں ہیں بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے ہاں باقی رہنے والا ہے اس میں بہت طمارت اور پاکی ہے "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے کہ "اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس، تو انصار اور مبارکین پر اپنی رحمت نازل فرم۔" اس طرح آپ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں، ابن شہاب نے بیان کیا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقع پر پڑھا ہو۔

صحیح البخاری: (3906)

اس واقعہ کے متعلق دین میں رخصے ڈالنے والوں کی طرف سے ایک اعتراض پیش کیا جاتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ: وہ کہتے ہیں کہ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب بھرت کے موقع پر غار میں گئے تو ان کے ساتھ دو اونٹیاں تھیں، اور قریش ان کا پچھا بھی کرنے لگے، اور اگر ان کے پاس اونٹیاں تھیں تو قریش کو معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر غار میں ہیں، تو یہ اونٹیاں کہاں گئیں؟

یہ اعتراض پیش کرنے والے یہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کریں؛ کیونکہ ان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت محس افسانوی کرداروں پر مشتمل ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے!

تو ان کے اس اعتراض کا جواب بہت ہی آسان ہے؛ کیونکہ سابقہ روایت جسے مفترض حضرات جانتے ہیں یہ یا جانتے بوجھتے ہوئے بھی اسے سمجھنا نہیں چاہ رہے اسی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں کے ماہر ایک شخص کی خدمات حاصل کی تھیں جو کہ کفار قریش کے دین پر ہی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا ہم سفر بنایا اور اسے اپنی دونوں سواریاں دے کر غار ثور پر تین دن کے بعد اونٹیاں لانے کا کہا۔۔۔

تو اس حدیث میں بالکل واضح مسکت اور دندان شکن جواب ہے۔ لیکن اگر پھر بھی کوئی گمراہی پر ڈھارہ ہے تو ہم راہ راست کی نعمت پر اللہ کا شکردا کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدنیہ کی جانب سفر بھرت میں یہ واقعہ بھی رونما ہوا تھا کہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غار میں تھا تو آپ سے عرض کیا تھا: اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی جانب دیکھے تو ہمیں پکوستا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابو بکر تمہارا ایسے دلو گوں کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ہمراہ تیسری ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔) اس حدیث کو مام، بخاری: (3380) اور مسلم: (4389) نے روایت کیا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں سفر بھرت کے مختصر واقعات ذکر کیے گئے ہیں، مزید تفصیلات کے لیے "البداية والنهاية" از: ابن کثیر (168/4-205) کا مطالعہ کریں۔

واللہ عالم